OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharqir.com

Al-SHARQ
Vol.: 02, Issue: 02, July - Dec 2021, PP: 42 - 54

رسم سورہ(ونی)اوراس کے مفاسد کاشرعی جائزہ

Shari'ah Review of the Ritual Sūrah (Wannī) and its Disadvantages

Muhammad Zahid
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University, Mansehra

Dr.Muḥammad Hayat Khan
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, Haripur

Abstract

In modern times, the ritual of Sūrah is not limited to any one area but has spread to all the provinces of Pakistan, Afghanistan, and Arab countries. This ritual is called "Sūrah" in Khyber Pakhtunkhwa, "Wanī" in Punjab, "Irjā'ī" in Baluchistan, "Sang Chattī" in Sindh, and "Bad" in Afghanistan. This article introduces the ritual of Sūrah (Wanī), its legal status, and the evils and vices that arise in society from it.

***Keywords**: sūrah, wanī, evils, vices*

عصر حاضر میں سورہ کی رسم کسی ایک علاقہ تک محدود نہیں بلکہ یہ رسم پاکستان کے تمام صوبوں ،افغانستان اور عرب ممالک تک پھیلا ہوا ہے ، خیبر پختونخواہ میں اس رسم کو "سورہ" ، پنجاب میں "ونی"بلوچستان میں "ارجائی" ، سندھ میں "سنگ چٹی"، افغانستان میں " بد" کہا جاتاہے۔ اس مضمون میں رسم سورہ (ونی) کاتعارف **اس** کی شرعی حیثیت اوررسمِ سورہ (ونی) سے معاشرہ میں پیدہونے والے خرابیوں اور مفاسد کاتذکرہ کیاگیاہے۔

سابقہ تحقیقی کام کاجائزہ:

رسمِ سورہ کاتذکرہ بنیادی طورپر جن مضامین میں پایاجاتاہے ان میں سرفہرست جاوید خان (لیکچرار اسلامیات،یونیورسٹی آف سوات)کے دومضامین ہیں : " قتلِ عمد میں جرگہ فیصلوں کاجائزہ:شرعی تناظر میں " ناشر: تہذیب الافکار، جلد1 ،شمارہ 1، جنوری-جولائی 2014 ء،اس مضمون میں انہوں نے ضمنی طورپر سورہ سے متعلق انعقاد نکاح پر گفتگو کی ہے۔دوسرا مضمون "پختون معاشرے میں رائج روایتی نکاحوں کاشرعی جائزہ" ناشر: ایکٹااسلامیکا، جلد5 ،شمارہ 1، جنوری-جون ء2017 ، ہے اس مضمون میں انہوں نے رسم سورہ کاتعارف کرکےاس کی شرعی اور معاشرتی قباحتوں کاذکرکیاہیں۔اس کےعلاوہ ڈاکٹر ابظاہر خان اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان کاایک مضمون ہے "سورہ کی اشرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ"، ناشر: پشاوراسلامیکس، جلد4 ،شمارہ 2، جولائی-دسمبر 2013ء، اس مضمون میں انہوں نے رسم سورہ کی حرمت کوقرآن مجید، احادیث مبارکہ اور نصوص فقھیہ سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

بنیادی سوالِ تحقیق:

"سورہ" کی رسم کیاہے؟اور اس سے معاشرے میں پیداہونے والے مفاسد کے بارے میں شریعتِ محمدی ﷺ میں کیا

CC BY

احکامات بیان ہوئے ہیں؟

رسمِ سورہ (ونی) کا تعارف:

"سورہ" لغوی طور پر پشتو زبان کا لفظ ہے، اس عورت کو کہا جاتا ہے، جو اونٹ یا دوسرے جانور پر سوار ہو، اس دور میں جب سواری کے دیگر ذرائع نہیں تھے اور اونٹ اور گھوڑے پر سواری کی جاتی تھی، تو دلہن کو اونٹ پر سوار کرکے لے جایا جاتا، اسی طرح جب وہ متحارب فریقوں میں صلح کرتے وقت بدلِ صلح کے طور پر دی جانے والی لڑکی کو بھی اونٹ پر سوار کرکے مخالف فریق کے گھر بھیجا جاتا اس وجہ سے متاثرہ لڑکی کو "سورہ" کہا جانے لگا اور پھر اسی مناسبت سے اس رسم کو سورہ کہا گیا۔[1]

پشتون معاشرہ میں جب ایک قبیلے کا آدمی دوسرے قبیلے کے کسی شخص کو قتل کردیتا ہے یا دوسرے قبیلے کے کسی لڑکی کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے، تو مجرم شخص کی بہن یا بیٹی کو بطور بدلِ صلح متاثرہ قبیلے کے کسی شخص کو نکاح میں دیا جاتا ہے، اس رسم اور متاثرہ لڑکی دونوں کو سورہ کہا جاتا ہے۔[2]

سورہ (ونی) کا شرعی جائزہ:

قدیم روایات میں اگرچہ سورہ کو لڑائی جھگڑوں سے پیدا ہونے والے دشمنیوں کو دوستیوں میں اور نفرتوں کو محبتوں میں تبدیل کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، مگر موجودہ تناظر میں جہاں معاشرے کے اندر باقی اکثر رسومات انسانوں کی مشکلات اور مصائب کا سبب بنتی جا رہی ہیں وہاں یہ رسم بھی معاشرے کے لیے ایک ناسور بن چکی ہے، اس لیے کہ ایک بے گناہ بچی اپنے کسی دوسرے رشتہ دار کے جرم کی سزا میں جل رہی ہوتی ہے، شریعت کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی کام کو کرنے میں فائدے بھی ہوں اور نقصانات بھی تو شرعی نقطہ نگاہ سے فائدہ حاصل کرنے کی جگہ نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہوتا ہے: جیسے شرح مجلۃ میں ہے:

"أي اذا تعارضت مفسدة ومصلحة يقدم دفع المفسدة على جلب المنفعة" [3]

سورہ بھی چونکہ جن مصالح کو حاصل کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، ان کے مقابلے میں اس کے مفاسد حد سے تجاوز کر گئے ہیں، لہٰذا ان مفاسد کی بنیاد پر موجودہ تناظر سے سورہ کے عدم جواز کا حکم لگایا جائے گا۔

سورہ سے پیدا ہونے والے مفاسد:

بنیادی طور پر سورہ سے پیدا ہونے والے مفاسد دو طرح کے ہیں:

(الف): نکاح کے مقاصد کا عدم حصول:

نکاح کا مقصد میاں بیوی کے درمیان محبت اور ہمدردی کا جذبہ ہے، قرآن مجید میں مرد کے لیے بیوی کا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"[4]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کا مقصد محبت، راحت اور سکون ہے، حالانکہ سورہ میں اگر غور کیا جائے تو یہ مقصد کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

1۔ صغیرہ کی نکاح میں سوء اختیار:

شریعت اسلامی نے نابالغ کے نکاح کی صورت میں اس کو خیار بلوغ دیا ہے، لیکن اگر نکاح کرانے ولا باپ یا باپ کی عدم موجودگی میں دادا ہو تو پھر ان کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا، جیسے امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے:

"اذا زوج الصغیرة والصغیر والدهما اَو الجد (اب الاب) اذا کان الولد میتا، فالنکاح جائز، ولا خیار لهما"[5]

"جب نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح باپ کرائے یا باپ کے مرنے کی صورت میں دادا نکاح کرائے، تو نکاح جائز ہوگا اور ان کے لیے خیار بلوغ نہیں ہوگا۔"

باپ دادا کی طرف سے کی ہوئی نکاح میں صغیر و صغیرہ کے لیے خیار بلوغ نہ ہونے کی وجہ باپ اور دادا کا کامل شفقت ہے، جیسے ہدایہ میں آیا ہے:

"فلا خیار لهما بعد بلوغهما لانهما کاملا الرای وافرا الشفقة"[6]

"تو ان دونوں کو باپ دادے کے کامل شفقت کی وجہ سے خیار بلوغ حاصل نہ ہوگا۔"

باپ اور داد کی شفقت کا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے مستقبل کے اعتبار سے ایسا بہتر فیصلہ کرے، جو اولاد اپنی ناتجربہ کاری، جزباتیت، جنسی انارکی اور بے راہ روی کی وجہ سے نہیں کر سکتے، لیکن فقہاء کے نزدیک اگر باپ یا دادا اس اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں تو ان کے لیے نکاح کرانا جائز نہ ہوگا اور ان کا کیا ہو نکاح باطل ہوگا، چنانچہ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

"لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهه او لطمعه لا یجوز عقده اجماعاً"[7]

"اگر باپ بے وقوفی یا لالچ کے سبب سوء اختیار میں معروف ہو تو بالاتفاق نکاح جائز نہیں ہوگا۔"

یہ واضح رہے کہ شریعت اسلامی نے اولیاء کو لڑکیوں کے معاملات میں تصرف کا جو اختیار دیا ہے، اس کی بنیاد ان کے ساتھ محبت وشفقت اور ان کے مفادات کی رعایت وحفاظت ہے، لہٰذا ولایت کی بنا پر انہیں ایسے ہی تصرفات کا اختیار ہوگا، جن میں لڑکیوں کے مفادات کا تحفظ ہو۔ سورہ کے ذریعے جو نکاح سرانجام پاتا ہے اس میں باپ کی طرف سے اکثر سوء اختیار ہوتا ہے، کیونکہ سورہ کی صورت میں باپ بیٹی کی مفاد کو یکسر نظر انداز کرکے صرف اپنے آپ یا خاندان کے دوسرے افراد کے بچاؤ کے لیے نکاح پر راضی ہوتا ہے، اکثر اوقات باپ کو علم بھی نہیں ہوتا کہ میری بیٹی کا نکاح کس سے ہوگا، کیونکہ وہ تمام اختیار جرگے کے سپرد کرتا ہے اور جرگہ مخالف خاندان میں جس کو مناسب سمجھے لڑکی کا نکاح اس سے کرادیتے ہیں، تو یہاں باپ یا تو سرے سے اختیار سے محروم رہتا ہے یا اپنے اختیار کا غلط استعمال کرلیتا ہے اس لیے یہ باپ کی طرف سے سوء اختیار ہوگا اور یہ نکاح باطل ہوگا۔

2۔ بالغہ پر اجبار:

شریعت اسلامی نے نکاح میں بالغہ لڑکی کی رضامندی کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کو اپنے نفس کا اختیار دیا ہے، جو کئی احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الایم احق بنفسها من ولیها، البکر تستاذن فی نفسها واذنها صماتها"[8]

"ثیبہ کا اپنے نفس کے متعلق اختیار اپنے ولی سے بڑھ کر ہے اور باکرہ سے اس کے نفس کے متعلق پوچھا جائے گا اور اس کی اجازت اس کا سکوت اختیار کرنا ہے۔"[9]

لہٰذا اگر کنواری لڑکی کسی لڑکے سے شادی کرنے سے انکار کرے، تو زبردستی اس کا نکاح کرانا درست نہ ہوگا، اور عموماً ایسا ہی ہوتا ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اور یہ مرد اور عورت حرام کاری میں مبتلا رہیں گے، اور جو بھی اس معاملہ سے متعلق ہو، چاہیے صلح والے ہوں یا لڑکی کے خاندان والے اس قبیح گناہ میں شریک ہونگے، ہدایہ میں ہے:

"ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة النکاح....... ولنا انها حرة فلا یکون للغیر علیها ولایة الاجبار"[10]

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها، بکراً کا ن او ثیبا"[11]

"عاقلہ، بالغہ عورت کے والد یا قاضی کے لیے اس کے اجازت کے بغیر اس کا نکاح جائز نہیں ہے، چاہے وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالغہ لڑکی کے نکاح کو، جو اس کی اجازت کے بغیر کیا گیا، کو مسترد فرمایا، جیسے صحیح البخاری میں ہے:

"عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهْيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَها"[12]

"خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کردی، جبکہ وہ بالغہ تھیں، وہ اس شادی پر خوش نہیں تھیں، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو رد فرمایا۔"

اس روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح"[13]

"ولی کے لیے بالغہ لڑکی کو نکاح پر مجبور کرنا جائز نہیں۔"

مذکورہ بالا صورتوں میں اگر لڑکی بالغہ ہو، تو باپ اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کرا سکتا اور اگر باپ اس کا نکاح اس کے مرضی کے بغیر کرائے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا، دیکھا جائے تو سورہ کی صورت میں لڑکی اپنے ہونے والے شوہر کو جانتی تک نہیں اور زبردستی کرکے اس کو دشمن کے گھر نکاح کے بندھن میں باندھے جاتے ہیں، تو کیا لڑکی دشمن کے گھر جاکر اس نکاح پر راضی ہو سکتی ہے؟ لیکن معاشرتی رکاوٹوں کی وجہ سے کوئی لڑکی انکار نہیں کر سکتی، بلکہ اسے مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ہر صورت میں خاندان کے فیصلے پر راضی ہو، لہٰذا اس میں اکراہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، اکراہ علی النکاح کی صورت میں نکاح کے وقوع اور

عدم وقوع میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک اکراہ کی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوتا، البتہ احناف کے نزدیک نکاح منعقد ہوتا ہے[14]، لیکن لڑکی کو اختیار سے محروم کرنا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔

3۔ عدم کفاءت:

شریعت اسلامی نے میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی بقاکے لیے جانبین میں برابری کو لازم قرار دیا ہے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"لا تنكحوا النساء الا الاكفاء"[15]

"عورتوں کا نکاح صرف کفو (برابری کی جگہوں) میں کراؤ۔"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیہ کو صرف اس بناء پر نکاح تھوڑنے کا اختیار دیا کہ اس کے اور شوہر کے درمیان کفاءت نہیں تھی۔[16] سورہ میں اگر دیکھا جائے تو اکثر لڑکی کے کفو وغیرہ کا خیال نہیں رکھا جاتا، اس صورت میں باپ بے اختیار ہوتا ہے اور اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کے لیے لڑکے کا حسب ونسب، دین و تقویٰ اور عمر وغیرہ دیکھے بغیر اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کرا دیتا ہے اور بغیر کفو بیٹی کا نکاح کرانا شریعت اسلامی کی نظر میں ناپسندیدہ اور حرام ہے جیسے کشاف القناع میں ہے:

"وَيَحْرُمُ على وَلِي المرءة تزويجها بغير كفءٍ بغير رضاها"[17]

"ولی کے لیے عورت کی رضاکے بغیر اس کا نکاح غیر کفو میں حرام ہے۔"

4۔ مہر سے محرومی:

شریعت اسلام نے عورت کو نکاح میں مہر ضروری قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَآتُواْ النَّسَاء صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً"[18]

"تم اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کے بارے میں جو تاکید فرمائی ہے، وہ یہ ہے:

"عَنْ مَيْمُونٍ الْكُرْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثَةً حَتَّى بَلَغَ عَشْرَ مِرَارٍ: أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِمَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ لَيْسَ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا، خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا، لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ"[19]

"حضرت میمون کردی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس شخص نے کسی عوت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اس حق کی ادائیگی کا ارادہ ہی نہیں ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں زناکار کی حیثیت سے پیش ہوگا۔"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص مہر کے بارے میں شروع ہی سے بدنیت ہو، اقرار تو کرلیا، لیکن بعد میں دینے کا سوچ بھی نہ رکھتا ہو، تو وہ اس درجہ کا گناہ گار ہے کہ قیامت کے دن وہ زنا کا مجرم قرار دیا جائے گا، جبکہ رسم سورہ میں نکاح کے وقت مہر جیسے ضروری امر کے بارے میں مکمل خاموشی اختیار کی جاتی ہے، اور بعد میں اس کا نام تک نہیں لیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لڑکی والے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے فریق کے لڑکے کے ساتھ بطور جرمانہ کرواتے ہیں، اس وجہ سے مہر کے متعلق لب کشائی کی

جراءت نہیں کر سکتے، اور لڑکے والے مہر کے ذکر کے بغیر نکاح کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور ذکر مہر کو اپنا توہین سمجھتے ہیں، سورہ میں لائی گئی لڑکی عموماً مہر سے محروم ہوتی ہے، حالانکہ مہر عورت کا ایک حقِ واجب ہے، اور اگر مہر مقرر بھی کی جاتی ہو تو وہ صرف برائے نام ہی ہوتا ہے، حالانکہ ایسی صورتوں میں اگر مہر مثل سے کم مہر مقرر کی گئی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ بحر الرائق میں ہے:

"فظاهر كلامهم ان الاب اذا كان معروفا بسوئ الاختيار لم يصح عقده باقل من مهر المثل"[20]

(ب) حدود اللہ سے تجاوز:

نکاح اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے ایک اہم حکم ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں کے ساتھ بجالانا ضرور ہے، ان میں کہیں بھی ان حدود سے تجاوز نہیں کرنی چاہیے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کی ہو، جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حدود سے تجاوز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

"ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون"[21]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔"

1۔ حرام کا مقدمہ

شریعت اسلامی نے انسان کو حرام افعال واعمال سے روکنے کے لیے حرام کی طرف لے جانے والے افعال بھی ممنوع قرار دی ہیں، علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں:

"اسباب الحرام حرام"[22]

"حرام کے اسباب بھی حرام ہیں۔"

مذکورہ جبری نکاح بھی کئی محرمات کا مقدمہ اور سبب بن سکتی ہیں، اسلام نے شوہر پر بیوی کے بہت سے حقوق مقرر کیے ہیں اور اس بات کی ترغیب دی کہ بیووں سے اچھے طریقے سے پیش آیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خيركم خيركم لاهله"[23]

"تم میں سے بہتر وہ ہے، جو اپنے اہل (بیوی) سے اچھی طریقے سے پیش آئے۔"

مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جیسے جبری نکاحوں کے ذریعے گھر آباد کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوتی اور ایسی لڑکیاں نکاحوں کے باوجود بیوی کا مقام حاصل نہیں کرپاتی اور نہ بیوی کی حیثیت سے مطلوبہ عزت اسے دی جاتی ہے۔ سورہ کی حیثیت سے آئی ہوئی لڑکی اس گھر میں کس طرح عزت کی حق دار ٹھہرے گی؟ جس گھر کے کسی فرد کو اس کے باپ یا بھائی نے قتل کیا ہو یا اس گھر کی عزت لوٹی ہو، ان حالات میں عورت کو شریعت کی دی ہوئی عزت سے مکمل طور پر محروم کی جاتی ہے، چونکہ عورت کو اس کے حقوق سے محروم کرنا حرام ہے اور سورہ میں دیے ہوئے عورت کی نکاح اس کے لیے مقدمہ اور سبب بنتی ہے، لہٰذا جہاں کہیں ان حالات کا غالب گمان ہو وہاں نکاح کرانا جائز نہ ہوگا۔

2۔ آزاد کو مال بنانا:

شریعت اسلام نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ آزاد انسان کو غلام بنا کر بیچا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

موقع پر تین اعمال کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بتایا، چنانچہ حدیث قدسی ہے:

قال اللہ :ثلاثة اناخصمهم يوم القيامة رجل اعطىٰ بی ثم غدر ورجل باع حرا فاكل ثمنه[24]

"اللہ تعالی فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین افراد سے جھگڑا کروں گا۔ان تینوں میں سے ایک آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے والا ہے۔"

بدائع الصنائع میں ہے:

"وَأَمَّا الشَّرَائِطُ الَّتِي تَرْجِعُ إِلَى الْمُصَالَحِ عَلَيْهِ.فَأَنْوَاعٌ: (مِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَالًا فَلَا يَصِحُّ الصُّلْحُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَصَيْدِ الْإِحْرَامِ وَالْحَرَمِ وَكُلُّ مَا لَيْسَ بِمَالٍ؛ لِأَنَّ فِي الصُّلْحِ مَعْنَى الْمُعَاوَضَةِ فَمَا لَا يَصْلُحُ عِوَضًا فِي الْبِيَاعَاتِ لَا يَصْلُحُ بَدَلَ الصُّلْحِ، وَكَذَا إِذَا صَالَحَ عَلَى عَبْدٍ، فَإِذَا هُوَ حُرٌّ؛ لَا يَصِحُّ الصُّلْحُ؛ لِأَنَّهُ تَبَيَّنَ أَنَّ الصُّلْحَ لَمْ يُصَادِفْ مَحَلَّهُ"[25]

سورہ کی صورت میں لڑکی کو بدلِ صلح کی صورت میں مال بنایا جاتا ہے، حالانکہ شریعت کے واضح احکامات ہیں کہ بدل صلح وہی چیز بن سکتی ہے، جس کو نکاح میں مقرر کرنا صحیح ہو جیسے مبسوط میں آیا ہے:

"كل ما يصلح ان يكون صداقا فی النكاح يصلح ان يكون عوضا فی الصلح"[26]

"ہر وہ چیز نکاح میں مہر بن سکتی ہے، جس کا بدلِ صلح کے طور پر دینا جائز ہے۔"

اور نکاح میں مال متقوم کو مہر بنانا صحیح ہوتا ہے۔[27] حالانکہ سورہ میں آزاد کو مال بنایا جاتا ہے، اس لیے یہ مکمل حرام ہے۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے:

"(سئل) في قوم قتل بينهم قتيلا فصالح اوليائها المتهمين بها على قدر من المال والتفقوا على اخذ بنتين به فعقد على احداهما ولم يعقد على الاخرى، هل يجبرون على النكاح الثانية بالمبلغ المتفق عليه ام لا ولهم المطالبة بالمبلغ من المال الذى وقع الصلح عليه (اجاب) لا يجبرون على ذلك والصلح عن الجناية بالمال جائز بالاجماع ولا يجوز بالحرة ولا بما ليس بمال بالاجماع"[28]

3۔ غیر مجرم کو سزا دینا:

رسم سورہ میں متاثرہ لڑکی کو خاندان کے کسی مرد کے جرم کی سزا دی جاتی ہے، زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا کہ مجرم کی بجائے اس کے بیٹے یا کسی اور رشتہ دار کو سزا دی جاتی تھی، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس عمل کی مذمت بیان کرکے اس کو حرام قرار دیا گیا، ذیل میں قرآن وحدیث سے چند مثالیں ذکر کی جاتی ہے:

1- "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ"[29]

"اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں قاتل غلام کے بدلے بے گناہ آزاد کو اور قاتلہ عورت کے بدلے بے گناہ مرد کو قتل کیا جاتا، جس کی

تردید اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ فرمائی۔

2- "وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ"[30]

"ہر انسان دنیا و آخرت میں اپنے گناہوں کا سزاوار خود ہوگا۔"

3- "ولا تزر وازرة وزر اخری"[31]

"کوئی کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"انما نزلت رداً علیٰ العرب فی الجاهليةمن مؤاخذة الرجل بابنه وبجريرة حليفه"[32]

"جاہلیت میں انسان کو اس کے باپ، بیٹے یا دوست کے جرم میں سزا دی جاتی، جس کی تردید کے لیے یہ آیت کریمہ اتاری کی گئی۔"

اسی طرح ابن العربی فرماتے ہیں:

"هذا انما بينه لهم رداً على اعتقادهم فی الجاهليةمن مواخذه الرجل بابنه وبابيه وبجريرة حليفه"[33]

"اس آیت کریمہ میں ان کے جاہلیت کے اس برے طریقے کو بیان کیا گیا، جس میں کسی شخص کو باپ، بیٹے یا دوست کے جرم کی سزا دی جاتی تھی۔"

4- "لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت"[34]

"اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کام کرے گا، تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔"

ابو بکر جصاصؒ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فيه الدلالة على ان يا كل احد من المكلفين فاحكام افعاله متعلقةبه دون غيره، ولا يجوز تصرفه على غيره ولا يواخذ بجريرة سواه"[35]

"یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مکلفین کے افعال کے احکام کسی اور کے ساتھ نہیں، بلکہ خود ان کے ساتھ متعلق ہوں گے اور یہ اپنے علاوہ کسی اور پر تصرف حاصل نہیں ہوگا اور نہ کسی اور کے سزا میں اس کو پکڑا جائے گا۔"

5۔ سنن ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ألا لا يجني جان إلا على نفسه ألا لا يجني جان على ولده ولا مولود على والده"[34]

"سن لو! جنایت والے کا بدلہ اس کے کرنے والے پر ہوگا نہ کہ اس کے باپ یا بیٹے پر۔"

6۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يؤخذ الرجل بجريرة ابيه ولا بجريرة اخيه"[36]

"کسی انسان کو اس کے باپ اور بھائی کے جرم کی سزا نہیں ملے گی۔"

مذکورہ بالہ آیات اور احادیث میں واضح طور پر غیر مجرم کو سزا دینے کی حرمت بیان ہوئی ہے، جبکہ سورہ کی صورت میں متاثرہ لڑکی کو خاندان کے کسی مرد کے جرم کی سزا دی جاتی ہے۔

4۔ حدود اللہ سے بعد الثبوت صلح کرنا:

بعض اوقات خاندان کا کوئی لڑکا دوسرے خاندان کی کسی لڑکی سے بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے تو لڑکے خاندان والے متاثرہ خاندان کو بدل صلح کے طور پر سورہ دیتے ہیں، حالانکہ حدود اللہ کے ثبوت کے بعد اس طرح صلح کرنا جائز نہیں ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حدود اللہ سے صلح کا مقدمہ پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلح کو رد فرماتے ہوئے حد جاری کرنے کا حکم دیا:

"قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ العِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي: أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، المِائَةُ شَاةٍ وَالخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا» فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا"[37]

"اس نے کہا میرا ایک بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا، اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا، مجھے لوگوں نے بتایا ہے کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا جاری ہوگی میں نے فدیہ میں اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دی، پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ہے اور اس کی بیوی پر رجم کی سزا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں کی اور ایک سال جلا وطنی کی سزا جاری ہوگی، اور انیس کو حکم دیا کہ اس شخص کی بیوی کے پاس جائے، اگر وہ اقرار کرے تو اسے رجم کردے، پس اس عورت نے اقرار کیا، تو اسے رجم کردیا۔"

اس حدیث مبارکہ میں بدکاری کے ثبوت کے بعد صلح کرنے کے عدم جواز پر دلالت موجود ہے، لہٰذا حدود اللہ سے صلح میں سورہ دینا شریعت اسلامی کے خلاف ورزی اور بدترین ظلم ہے۔

5۔ سبب ظلم ہونا:

سورہ کی صورت میں جس لڑکی کا نکاح کیا جاتا ہے، بعد میں اس کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے، تو یہ ایک قسم کے ظلم کے بننے کا سبب ہے اور شریعت اسلامی میں ظلم حرام ہیں، تو جس طرح ظلم حرام ہے اسی طرح جو چیز ظلم کا سبب بنے وہ بھی حرام ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عن عبدِ الله بن عمرَ أنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: "المسلم أخو المسلمِ؛ لا يَظْلِمُهُ، ولا يُسْلِمُهُ"[38]

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔"

نتائج البحث:

- مصالح کے حصول سے مفاسد کا دور کرنا زیادہ اولی ہے۔
- شریعت اسلامی میں ایک انسان کے جرم کی سزا دوسرے انسان کو دینا جائز نہیں۔
- حدود اللہ ثابت ہونے کے بعد حدود اللہ کے بدلے صلح جائز نہیں۔
- آزاد انسان کو مال بنانا درست نہیں۔
- حرام کی طرف لے جانے والا کام بھی حرام ہوتا ہے۔
- باپ اور دادا کو اللہ تعالی نے بیٹی کی نکاح میں جو اختیار دیا ہے اس اختیار کو غلط استعمال کرنے کے بعد وہ اس اختیار سے محروم ہو جاتے ہیں۔
- بالغہ کی نکاح کے لیے اس کی اجازت شرط ہے
- رسم سورہ غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سارے معاشرتی برائیوں کا بھی سبب ہے۔

سفارشات:

- سورہ (ونی) کا ہر پہلو سے جائزہ لے کر اس کے مفاسد کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔
- اس موضوع پر ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز کو کام کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ عملی طور ان معاشروں کے پاس جائے جہاں سورہ (ونی) کا رسم پایا جاتا ہو، اور ان کے مشاہدات کے روشنی میں اس کے مفاسد کو سامنے لائے۔
- معاشرے میں پائے جانے والے اس جیسے دیگر رسوم پر کام کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔
- اہل علم کو چاہیے کہ ان مسائل پر زیادہ سے زیادہ کام کرے جن کی خرابیاں ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] M Ibraheem atayee, *A Dictionary of the Terminology of Pashtuns Tribal Customary Law and Usages*, (Afghanistan: International Center for Pashto Studies Academy of science of Afghanistan, Kabul, 1979), p: 92

[2] Dr. Sherzaman Taiazi, *Jirga System in Tribal Life*, (Peshawar: University of Peshawar, 2007), p: 1

[3] الاتاسی، شرح المجلہ، ۴۱

Al Atāsī, *Sharḥ al Majallah*, 41

[4] سورۃ الروم، ۲۱

Sūrah al Rūm, 21

[5] الشیبانی، محمد بن فرقد، الحجۃ علی اہل المدینۃ، عالم الکتب بیروت، ۱۴۰۳ھ، ۳: ۱۴۲

Al Shaybānī, Muḥammad bin Farqad, *Al Ḥujjah ʻala Ahl al Madīnah*, (Beirut: ʻĀlam al Kutub, 1403), 3: 142

[6] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۱۴۲۸ھ، ۳: ۴۳

Al Marghīnānī, ʻAlī bin Abī Bakr, *Sharḥ Bidāyah al Mubtadī*, (Karachi: Maktabah al Bushra, 1428), 3: 43

[7] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ۳: ۶۷

Ibn ʻĀbidīn, Muḥammad Amīn, *Radd al Muḥtār*, (Beirut: Dār al Fikr, 1422), 3: 67

[8] النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۰۶ھ، کتاب النکاح، باب استیذان البکر فی نفسھا، رقم الحدیث: ۳۲۶۱

Al Nasaʼī, Aḥmad bin Shoʼayb, *Al Sunan*, (Aleppo: Al Maṭbūʻāt al Islāmiyyah, 1406), Ḥadīth # 3261

[9] القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الحج، باب الاستیذان فی النکاح، رقم الحدیث: ۱۴۲۱

Muslim bin al Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Ḥadīth # 1421

[10] المرغینانی، الہدایہ، کتاب النکاح، ۲: ۱۰

Al Marghīnānī, ʻAlī bin Abī Bakr, *Al Hidāyah*, (Karachi: Maktabah al Bushra, 1428), 2: 10

[11] لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاوی الہندیہ، دار الفکر، طبع ثانی، ۱۳۱۰ھ، ۱: ۲۸۷

Group of Scholars, *Al Fatāwa al Hindiyyah*, (Dār al Fikr, 2nd Edition, 1310), 1: 287

[12] الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: اذا زوج ابنتہ وھی کارھۃ فنکاحہ مردود، حدیث: ۵۱۳۸

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 5138

[13] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ، ۳: ۲۵۱

Al Marghīnānī, *Al Hidāyah*, 3: 251

[14] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۶ھ، ۲: ۳۱۰

Al Kāsānī, Abū Bakr bin Mas'ūd, *Badāʻi' al Ṣanāʻi' fī Tartīb al Sharāʻi'*, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1406), 2: 310

[15] سنن الکبری، کتاب النکاح، باب اعتبار الکفاءۃ، رقم الحدیث: ۱۳۷۶۰

Sunan al Kubra, Ḥadīth # 13760

[16] الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب لایکون بیع الامۃ طلاقا، رقم الحدیث: ۵۲۷۹

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 5279

[17] البہوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س ط ن، ۵: ۶۷

Al Bahūtī, Manṣūr bin Yūnus, *Kashāf al Qināʻ ʻan Matn al Iqnāʻ*, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah), 5: 67

[18] سورۃ النساء، ۴

Sūrah al Nisā', 4

19 الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، حدیث رقم: ۱۸۰۱

Al Ṭabrānī, Sulaymān bin Aḥmad, *Al Mu'jam al Awsaṭ*, Ḥadīth # 1801

20 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الاسلامی، طبع ثانی، س ط ن، ۳: ۱۳۵

Ibn al Nujaym, Zayn al Dīn bin Ibrāhīm, *Al Baḥr al Rā'iq*, (Dār al Kitāb al Islāmī, 2nd Edition), 3: 135

21 سورۃ البقرۃ، ۲۲۹

Sūrah al Baqarah, 229

22 الزرکشی، محمد بن عبداللہ، البحر المحیط فی اصول الفقہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۱: ۳۰۰

Al Zarkashī, Muḥammad bin 'Abdullah, *Al Baḥr al Muḥīṭ fī Uṣūl al Fiqh*, Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1414), 1: 300

23 سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل ازواج النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۸۹۵

Al Tirmidhī, *Al Sunan*, Ḥadīth # 3895

24 الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، باب فی اثم من باع حرا، رقم الحدیث: ۲۲۲۷

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 2227

25 الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الصلح، فصل فی الشرائط التی ترجع الی المصالح علیہ، ۶: ۴۲

Al Kāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i' fī Tartīb al Sharā'i'*, 6: 42

26 السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفۃ، بیرت، ۱۴۱۴ھ، ۲۱: ۱۱

Al Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad, *Al Mabsūṭ*, (Beirut: Dār al Ma'rifah, 1414), 21: 11

27 المبسوط للسرخسی، ۲۱: ۳۱

Al Sarakhsī, *Al Mabsūṭ*, 21: 13

28 ابو الخیر، عبداللہ فاروقی، فتاوی خیریہ، ادارہ مسعودیہ کراچی، س ط ن، ۲: ۱۰۴

Abū al Khayr, 'Abdullah Fārūqī, *Fatāwa Khayriyyah*, (Karachi: Idārah Mas'ūdiyyah), 2: 104

29 سورۃ البقرۃ، ۱۷۸

Sūrah al Baqarah, 178

30 سورۃ النساء، ۱۱۱

Sūrah al Nisā', 111

31 سورۃ الانعام، ۱۶۴

Sūrah al An'ām, 164

32 القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ القاہرہ، ۱۳۸۴ھ، ۷: ۱۵۶

Al Qurṭabī, Muḥammad bin Aḥmad, *Al Jāmi' li Aḥkām al Qur'ān*, (Cairo: Dār al Kutub al Miṣriyyah, 1384), 7: 156

33 محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۴ھ، ۳: ۳۰۰

Muḥammad bin Aḥmad, *Aḥkām al Qur'ān*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1424), 3: 300

[34] سورۃ البقرۃ، ۲۸۶

Sūrah al Baqarah, 286

[35] الرازی، احمد بن علی، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ا: ۶۵۳

Al Rāzī, Aḥmad bin ʻAlī, *Aḥkām al Qur'ān*, Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1415), 1: 653

[36] النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب تحریم القتل، رقم الحدیث: ۴۱۲۷

Al Nasa'ī, Aḥmad bin Sho'ayb, *Al Sunan*, Ḥadīth # 4127

[37] الجامع الصحیح للبخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا حدیث: 6827

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 6827

[38] الجامع الصحیح للبخاری، المولف، باب نصر المظلوم، رقم الحدیث: 1117

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 1117